ڈاکٹر عاصمہ رانی☆/ ڈاکٹر اقصیٰ نسیم سندھو/☆☆ حمنہ حمید☆☆☆

علامہ اقبال کے اردو کلام میں تذکرہ شاہان

The Concept of Tazkira-e-Shahan (Reminiscence of Kings) in Allama Iqbal's Urdu Poetry

Abstract:

This study examines the concept of Tazkira-e-Shahan (تذکرہ شاہان) in Allama Iqbal's Urdu poetry, highlighting how the poet uses historical and contemporary kings as symbols of leadership, morality, and political consciousness. Iqbal's references to kings serve not merely as historical accounts but as didactic tools to critique despotism, inspire self-realization, and awaken the collective spirit of the Ummah. Through his poetry, Iqbal emphasizes the qualities of visionary leadership, justice, and ethical governance while contrasting the decline of tyrannical rulers with the potential of spiritually enlightened leadership. The analysis shows that Iqbal's portrayal of kings integrates philosophical, ethical, and political dimensions, reflecting his broader concerns for cultural rejuvenation and national awakening. Furthermore, his Urdu poetry employs rich imagery, allegory, and narrative techniques to communicate complex socio-political messages to a diverse audience. By revisiting the deeds and characteristics of historical rulers, Iqbal encourages his readers to

☆ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ صادق کالج وویمن یونیورسٹی بہاول پور
☆☆اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ صادق کالج وویمن یونیورسٹی بہاول پور
☆☆☆پی ایچ ڈی، اسکالر، شعبہ اردو، گورنمنٹ صادق کالج وویمن یونیورسٹی بہاول پور

internalize lessons of courage, integrity, and wisdom, fostering a sense of individual and collective responsibility. This exploration contributes to the understanding of Iqbal's poetic philosophy and his approach to leadership and governance, illustrating how literary representations of kings can serve both artistic and instructive purposes.

Keywords: Allama Iqbal, Urdu poetry, Tazkira-e-Shahan, leadership, ethics, governance, historical symbolism, political consciousness, moral philosophy, cultural revival.

دنیا جب سے قائم ہوئی تب سے آدمی نے آدمی پر کسی نا کسی طور حکومت کی۔ راجے، مہاراجے، بادشاہ، شہنشاہ اور سلاطین کے طرز حکومت کے رنگ رنگ دنیا نے دیکھے۔ جابریت کا لبادہ بھی شہنشاہوں نے اوڑھا اور رعایا پروری بھی رعایا پر بڑھتی گئی۔ زیر نظر تحریر میں علامہ اقبالؒ (پیدائش: 9 نومبر 1877ء–وفات 21 اپریل 1938ء) کے اردو کلام میں شہنشاہوں کے ذکر کو علامہؒ کی فکر کی روشنی میں جانچا گیا ہے علاہ ازیں ان شاہان کا مختصر تعارف بھی موجود ہے۔ تاکہ علامہؒ جیسی عہد ساز شخصیت کو ہر عہد کی تاریخ سے عہدہ براں ہوتے دیکھا جاسکے۔

ؔ ہاں یہ سچ ہے چشم بر عہد کہن رہتا ہوں میں
اہل محفل سے پرانی داستان کہتا ہوں میں
یاد عہد رفتہ میری خاک کو اکسیر ہے
میرا ماضی میرے استقبال کی تفسیر ہے

(بانگ درا، ص149)

تاریخ نے شاہان کی شہنشاہیت کو اپنے اندر یوں سمیٹا ہوا ہے کہ دنیا جس رخ سے چاہیے جانچے پرکھے۔ علامہؒ بھی شاہان اور ان کی شہنشاہیت کو جانچ پرکھ کر ہمارے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ علامہؒ کی نگاہ فقر سے پرکھیں تو شاہی صرف خودی کے حصار میں گھری دکھائی دیتی ہے مگر دنیا کا نقطہ نظر شاہوں کے حوالے سے الگ ہے۔

علامہؒ کے اردو کلام میں سلاطین اور بادشاہان کا تذکر موجود ہے۔ پرویز، نمرود اور فرعون کی شاہی کو علامہ کی نگاہ فقر یکسر مسترد کر دیتا ہے۔ وہ شان سکندری کے تب قائل نظر آتے ہیں جب اس میں قلندرانہ جلال و جمال جھلکتا ہو۔ علامہ مشت خاک کو سنجر و طغرل، محمود غزنوی، ٹیپو سلطان اور ایبک و غوری کے ناموں سے کرم قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں:۔

دل ہمارے یاد عہد رفتہ سے خالی نہیں
اپنے شاہوں کو یہ امت بھولنے والی نہیں

(بانگ درا، ص115)

علامہؒ، نمرود، فرعون اور چنگیز کی صورت میں شاہان کو ستم گر دانتے ہیں۔ڈاکٹر وحید قریشی لکھتے ہیں:۔

"ان کے ہاں تاریخ محض بادشاہوں کے حالات یا محض واقعات کا روزنامچہ نہیں ہے وہ عمرانی مسائل، اقتصادی عوامل، اخلاقی اقدار اور فنون لطیفہ سبھی کو اس تاریخی مطالعے کا ضروری حصہ تصور کرتے ہیں ان کے ہاں تاریخ ایک فکری اور روحانی تسلسل کا نام ہے" (1)

اردشیر:۔

سلطنت ایران پر کئی خاندانوں نے حکومت کی۔ ان میں سے چوتھا خاندان ساسانی تھا۔ اردشیر اسی ساسانی خاندان سے تھا۔ وہ انتہائی دلیر اور فاضل تھا۔ اس نے زرتشت کی ان کتابوں کو دوبارہ تحریر کرایا جنھیں سکندر نے جلا دیا تھا۔ اس نے روم فتح کیا، اس کو شہنشاہ کا لقب ملا۔ ترک و ہند کے بادشاہ اس کے فرمانبردار رہے۔ اس نے ساڑھے چودہ سال حکومت کی۔ [(2)] علامہؒ کے نزدیک دین رہبانیت کا نام نہیں بلکہ دین اور سیاست کی ہم آہنگی سے کاروبار دنیا سنورتے ہیں۔

" اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی
کہ ہوں ایک جنیدی و اردشیری

(بال جبریل۔ ص99) "

امیر تیمور:۔

امیر تیمور (1336ء) میں سمرقند کے قریب ایک علاقے میں پیدا ہوا۔ اس کی فتوحات کا سلسلہ روس سے لیکر ہندوستان تک پھیلا ہوا تھا۔ آخر چین کی جانب لشکر کشی کے دروان راستے میں ہی 19 فروری 1405ء میں انتقال فرما گیا۔[3]

علامہ تیمور اور چنگیز دونوں کو اللہ کے نشتر قرار دیتے ہیں:

"کرتی ہے ملوکیت آثار جنوں پیدا
اللہ کے نشتر ہیں تیمور ہو یا چنگیز

(بال جبریل۔ ص22)

"نہ فقر کے لیے موزوں نہ سلطنت کے لیے
وہ قوم جس نے گنوایا متاع تیموری"

(بال جبریل۔ ص35)

نظم "نپولین کے مزار پر" میں علامہ نپولین کو تیمور کی مانند ایک سیل رواں قرار دیتے ہیں جس کے آگے کچھ نہیں ٹھہر سکتا۔

"جوش کردار سے تیمور کا سیل ہمہ گیر
سیل کے سامنے کیا شے ہے نشیب اور فراز"

(بال جبریل۔ ص127)

نظم "غلام قادر رہیلہ" میں علامہؒ تیموری نسل سے غیرت کے اٹھ جانے کا واقعہ بتاتے ہیں۔ کہ جب اس نے تیموری حرم کی خواتین کو رقص کرنے کا حکم دیا اور خود آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا۔ تو آنکھیں کھول کر ان خواتین سے اپنے آنکھیں بند کرنے کا مقصد یوں بیان کرتا ہے:

"یہ مقصد تھا مرا اس سے کوئی تیمور کی بیٹی
مجھے غافل سمجھ کر مار ڈالے میرے خنجر سے
مگر یہ راز آخر کھل گیا سارے زمانے پر

حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے"

(بانگ درا۔ ص167-166)

امیر فیصل:-

امیر فیصل (1933-1885ء) 1921ء سے 1933ء تک عراق کا بادشاہ مقرر رہا۔ امیر فیصل کے والد شریف حسین ہاشمی کی انگریزوں سے وفاداری کے صلے میں امیر فیصل کو عراق کا حاکم بنایا گیا۔(4) طرابلس کے مجاہد اور سنوسیہ سلسلے کے معروف بزرگ سنوسی نے امیر فیصل کو جو پیغام بھیجا وہ علامہؒ یوں بیان کرتے ہیں:

"کیا خوب امیر فیصل کو سنوسی نے پیغام دیا

تو نام و نسب کا حجازی ہے پر دل کا حجازی بن نہ سکا"

(بانگ درا۔ ص227)

اورنگ زیب عالمگیر:-

اورنگ زیب عالمگیر(1707-1658ء) اپنے بوڑھے باپ شاہ جہاں کو قید کر کے تخت پر بیٹھا۔ اس کے عہد میں مغل سلطنت کابل سے چاٹگام، کشمیر سے کاویری تک پھیل گئی۔ اس نے اس عظیم سلطنت پر پچاس سال تک حکمرانی کی۔ وہ ایک بہادر، بلند حوصلہ اور دانش مند بادشاہ تھا۔(5) عالمگیر گول کنڈہ قلعہ فتح کرنے کی کوشش کرتا رہا اس کی اِس کوشش کا اشارہ علامہؒ نے اس شعر میں کیا ہے:

"آہ! جولا نگاہ عالمگیر یعنی وہ حصار

دوش پر اپنے اٹھائے سینکڑوں صدیوں کا بار

(بانگ درا: ص112)

ایبک و غوری:-

قطب الدین ایبک محمد غوری کا نہایت وفادار غلام تھا۔ قطب الدین ایبک قبائل کا سردار تھا۔ شاہِ خوارزم کا وفادار تھا۔ سلطنت خوارزم کا سپہ سالار بنا۔ خوارزم شاہ کی وفات ہوئی تو کوئی بیٹا نہ ہونے کے سبب امراء کی مشاورت سے خوارزم شاہ کی بیٹی کی شادی قطب الدین ایبک سے کر دی گئی۔(6)

شہاب الدین غوری (1206-1149ء) غوری سلطنت کا دوسرا حکمران تھا اور اسی سلطنت کا آخری حکمران بھی تھا۔ اصل نام معز الدین محمد غوری تھا۔ ابتدا میں اپنے بھائی کے نائب کے طور پر غزنی کا حکمران تھا۔ 598ھ میں بھائی کی وفات کے بعد غوری سلطنت کا حکمران بنا۔ (7)

"رہے نہ ایبک و غوری کے معرکے باقی
ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نغمۂ خسرو"

(بال جبریل۔ ص60)

ایڈورڈ ہشتم:-

ایڈورڈ ہشتم جارج پنجم کا بڑا بیٹا تھا۔ والد کی وفات کے بعد ایڈورڈ انگلستان کا بادشاہ بنا۔ اس کے بعد وہ ایک امریکی عورت محبت کی وجہ سے شادی کا خواہاں ہوا مگر اہل برطانیہ نے مخالفت کی کہ برطانیہ کی ملکہ شاہی خاندان اور برطانوی شہریت کی حامل ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ وہ خاتون طلاق یافتہ بھی تھی۔ ایڈورڈ ہشتم نے بادشاہت چھوڑ کر اس سے شادی کر لی۔ جس کے بعد ایڈورڈ کو ملک بدر کر دیا گیا اور اس نے اپنی زندگی فرانس میں گزاری۔(8) علامہؒ نے ارمغان حجاز کے اردو حصے میں "معزول شہنشاہ" کے عنوان سے ایڈورڈ ہشتم پر ایک نظم لکھی ہے:

"ہو مبارک ! اس شہنشاہِ نکو فرجام کو
جس کی قربانی سے اسرارِ ملوکیت ہے فاش
شاہ ہے برطانوی مندر میں اک مٹی کا بت
جس کو کر سکتے ہیں جب چاہیں پجاری پاش پاش"

(ارمغان حجاز۔ ص167)

ٹیپو سلطان:-

علامہ اقبال کا مرد مومن جس کی نگاہ سے تقدیر بدل جاتی ہے کوئی ماورائی کردار نہیں بلکہ ہماری تاریخ ایسی ہستیوں سے بھری پڑی ہے ۔شیر جیسی زندگی گزارنے والا ٹیپو سلطان انھی میں سے ایک ہے۔ ٹیپو سلطان 1751ء میں پیدا ہوئے اور 1799ء میں شہادت پائی۔ [9] علامہؒ کی ایک نظم "سلطان ٹیپو کی وصیت" ضرب کلیم میں موجود ہے جس میں علامہؒ ٹیپو سلطان کے افکار کو نظم کرتے ہیں کہ تو منزل کی تلاش میں کارزار حیات میں سرگرم نہ رہ بلکہ منزل سے آگے گزر جا کہ ایسی موج کی صورت اختیار کر جو ساحل سے اچھل کر بیکراں ہو جاتی ہے۔

تو رہ نورد شوق ہے منزل نہ کر قبول"
لیلی بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول
صبح ازل یہ مجھ سے کہا جبریل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول"

(ضرب کلیم۔ ص63)

جمشید:-

جمشید ظہور اسلام سے قبل شاہان عجم میں سے تھا.

"وہ حضرت ادریسؑ کا ولی عہد تھا اس نے دنیا کو آباد کیا۔ بادشاہی اور جنگ کے اسباب ایجاد کیئے"۔ [10]

اس کے عہد میں پہاڑوں سے پارہ نکالا گیا۔ علم نجوم کو فروغ حاصل ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ جن بھی اس کے تابع فرماں تھے۔ چار سو سال اس نے اللہ کے فرامین کے مطابق حکومت کی پھر شیطان نے اس کو گمراہ کر کے کافر کر دیا۔ کہ وہ خدائی کا دعوی کر بیٹھا اور حالت کفر میں مزید چار سو سال گزارے پھر ایک زبردست ساحر بیوراسپ اس کے مقابلے پر آیا۔ جمشید سو سال تک اس سے چھپ کر بھاگتا رہا۔ آخر بیوراسپ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ [11]

جمشید کے بارے میں ایک روایت مشہور ہے کہ اس نے ایسا شیشے کا پیالہ بنایا تھا جس میں وہ آئندے کے حالات دیکھتا تھا۔ علامہؒ کو اپنی جہاں بینی پر ناز ہے مگر وہ مستقبل کی پیش گوئی کرنے سے گریز کرتے ہیں اور حال کو بہتر بنانے کی تلقین کرتے ہیں۔

"جہاں بینی میری فطرت ہے لیکن
کسی جمشید کا ساغر نہیں میں"

(بال جبریل۔ ص70)

"روشن ہے جام جمشید اب تک
شاہی نہیں ہے بے شیشہ بازی"

(بال جبریل۔ ص58)

علامہؒ تاریخ کے مطالعے سے یہ بتاتے ہیں کہ آئندہ کے حالات سے باخبر رہنے والا جمشید اپنی ذات سے بے خبر رہا:

"اگر دیکھا بھی اس نے سارے عالم کو تو کیا دیکھا
نظر آئی نہ کچھ اپنی حقیقت جام سے جم کو"

(بانگ درا۔ ص50)

جولیس سیزر:۔

سیزر اٹلی کے قدیم حکمرانوں کا لقب ہوتا تھا۔ ان میں سے ایک مشہور حکمران جولیس سیزر گزرا ہے۔ جولیس (100ق م۔40ق م) رومی سلطنت کا حکمران تھا۔ وہ سکندر اعظم کی طرح دنیا فتح کرنے کا عزم رکھتا تھا۔ اسی عزم کے بدولت اس کی سلطنت افریقہ سے یورپ تک پھیل گئی۔ اس کو جب سلطنت روم کی کونسل نے سبھی ممالک کا بادشاہ بنانا چاہا تو اس کے اپنے ساتھی بروٹس نے جولیس کو قتل کر دیا۔ کہ بادشاہ بننا روم کے قانون کے خلاف تھا۔[12]

"توڑ اس کا رومتہ الکبری کے ایوانوں میں دیکھ

آلِ سیزر کو دکھایا ہم نے پھر سیزر کا

خواب"

(ارمغان حجاز۔ ص156)

جہانگیر:۔

نور الدین محمد سلیم (1627-1569ء) جو تاریخ کے اوراق میں جہانگیر کے شاہی نام سے معروف ہے۔ مغل حکومت کا چوتھا حکمران تھا جس نے 1605ء سے 1627ء اپنی وفات تک حکومت کی۔ (13)

علامہؒ فقر کو بادشاہوں کی شان و شوکت سے ارفع گردانتے ہیں۔ جب حضرت مجدد الف ثانیؒ بادشاہ جہانگیر کے دربار میں حاضر ہوئے تو سر اٹھا کر داخل ہوئے۔ مغل دربار میں لازمی تھا کہ ہر ایک فرشی سلام کر تا خمیدہ کمر کے ساتھ بادشاہ کو آداب کہے۔ اس واقعے کو علامہؒ یوں بیان کرتے ہیں:

"گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار"

(بال جبریل۔ ص135)

چنگیز خان:۔

منگول سلطنت کا بانی چنگیز خان منگولیا میں پیدا ہوا، 25 اگست 1227ء کو چین میں مر گیا۔ 1206ء سے 1227ء تک وہ اپنی سلطنت کا حکمران رہا۔ (14)

چنگیز خان دنیا کے لیے ایک دہشت کی علامت تھا۔ جب کوئی علاقہ فتح کرتا تو بے دریغ قتل و غارت کرتا۔ علامہؒ چنگیز کے تاریک کردار اپنے اشعار میں لادین سیاست اور مغرب کے جمہوری نظام کے لیے بطور علامت استعمال کرتے ہیں:

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو"

جُدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

"(بال جبریل۔ ص33)

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے"

غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز"

(ضرب کلیم۔ ص48)

سکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں ے"

سو بار ہوئی حضرت انساں کی قبا چاک"

(ضرب کلیم۔ ص27)

خسرو پرویز:۔

خسرو پرویز ہر مز بن نوشیرواں کا بیٹا تھا۔ اس نے ایران پر 38 سال تک حکمرانی کی۔ جب پرویز کی حکومت کے بیس سال پورے ہوئے تو یہ وہی وقت تھا جب نبی کریم ﷺ کو نبوت عطا ہوئی۔ پرویز کے دور حکومت کے سینتیسویں سال نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن حذافہؓ کے ہاتھ پرویز کو ایک نامہ مبارک بھیج کر اسلام کی دعوت دی۔ اس نے رعونت میں نامہ مبارک پھاڑ ڈالا کچھ مہینوں بعد پرویز کے بیٹے شیرویہ نے پرویز کو قتل کر کے حکومت سنبھال لی۔(15)

علامہ اقبالؒ پرویز کو اپنے کلام میں دنیاوی نمود و نمائش کی علامت بنا کر پیش کرتے ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ خسرو پرویز بے حد و حساب مال و دولت کا مالک تھا۔ پرویز کا محض تاج چار سو من کا تھا جس میں ہاتھ کے برابر یاقوت لگا تھا۔ اس میں ایک ہزار موتی تھے اور ہر موتی ایک چڑیا کے انڈے کے برابر تھا۔(16)

بچھائی ہے جو کہیں عشق نے بساط اپنی ے"

کیا ہے اس نے فقیروں کو وارث پرویز"

(بال جبریل۔ ص14)

نا پختہ ہے پرویزی بے سلطنت پرویز"

گو فقر بھی رکھتا ہے انداز ملوکانہ"

(بال جبریل۔ ص22)

زمام کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا"

طریق کوہکن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی"

(بال جبریل۔ ص33)

"مجلس ملت ہو یا پرویز کا دربار ہو

ہے وہ سلطان غیر کی کھیتی پہ ہو جس کی نظر"

(ارمغان حجاز۔ ص155)

دارا:۔

دارا ظہور اسلام سے قبل شاہان عجم کے دوسرے خاندان کیانی سے تھا۔ بہمن بادشاہ نے اپنی بیٹی ہمائے سے شادی کی اور دارا کے پیدا ہونے سے تقریباً ایک ماہ قبل وفات پا گیا اور مرنے سے پہلے پیدا ہونے والے بچے کو ولی عہد مقرر کر گیا۔ بہمن کے مرنے کے بعد ہمائے نے اقتدار سنبھالا جب دارا پیدا ہوا تو اقتدار جانے کے خوف سے بیٹے کو گہوارے میں ڈال کر مع ساز و سامان کے دریائے بلخ میں ڈال دیا۔ جوان ہو کر واپس آیا تو ہمائے نے اسے پہچان لیا اور اسے تخت پر بٹھا دیا۔[17]

"بڑی قوت اور شوکت کا حامل تھا مشرق و مغرب میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اس کی مدت حکومت بارہ سال تھی۔" [18]

علامہؒ کے نزدیک خودداری دارا کی شان و شوکت سے کہیں بڑھ کر ہے۔

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاج ملوک"

اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم"

(بال جبریل۔ ص27)

پہلے خود دار تو مانند سکندر ہو لے"

پھر جہاں میں ہوس شوکت دارائی کر"

(بانگ درا۔ ص217)

سکندر:۔

منہاج سراج نے سکندر کا جو نسب نامہ تحریر کیا ہے وہ حضرت اسحاقؑ سے جاملتا ہے۔

"در حقیقت وہ دارا اکبر کا بیٹا تھا۔"[19]

سکندر کے متعلق بعض تاریخ دانوں کا یہ گمان ہے کہ سکندر دراصل ذوالقرنین بادشاہ تھا جس کا تذکرہ قرآن میں ہے۔ سکندر کی کنیت ہی ذوالقرنین تھی اور حضرت خضرؑ آپ کے وزیر تھے۔ سکندر کا تعلق روم سے تھا وہ دنیا پر حکمرانی کا خواب لے کر نکلا تھا۔ مگر اس کی حکومت کی مدت چودہ سال تھی۔[20] آئینہ سازی سے آدم گری زیادہ متاثر کن ہے یہ فلسفہ علامہؒ کا ہے:

نگاہ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے؟"

خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے؟

اسی خطا سے عتابِ ملوک ہے مجھ پر

کہ جانتا ہوں مال سکندری کیا ہے؟"

(بال جبریل۔ ص39)

میرا فقر بہتر ہے اسکندری سے"

یہ آدم گری ہے وہ آئینہ سازی"

(بال جبریل۔ ص 124)

"جوشِ کردار سے شمشیر سکندر کا طلوع

کوہ الوند ہو جس کی حرارت سے گداز"

(بال جبریل۔ ص127)

سکندر اور بحری قزاق کے مابین ضرب کلیم میں ایک مکالمہ بھی ہے جس میں بحری قزاق اور سکندر ایک ہی تصویر کے دو رُخ دکھائی دیتے ہیں۔

سکندر حیف تو اس کو جوانمردی سمجھتا ہے
گوارا اس طرح کرتے ہیں ہم چشموں کی رسوائی
ترا پیشہ ہے سفاکی مرا پیشہ ہے سفاکی
کہ ہم قزاق ہیں دونوں تو میدانی میں صحرائی

(ضرب کلیم۔ ص131)

قیصر اس بادشاہ کو کہتے تھے جو روم کا عیسائی بادشاہ ہوتا تھا۔ علامہؒ ان بادشاہان کی شان قیصری کو فانی تصور کرتے ہیں۔

"رعب فغفوری ہو دنیا میں کہ شان قیصری
ٹل نہیں سکتی غنیم موت کی یورش کبھی"

(بانگ درا۔ ص113)

نام لیوا جس کے شاہنشاہ عالم کے ہوئے"
جانشیں قیصر کے وارث مسند جم کے ہوئے"

(بانگ درا۔ ص110)

سلطان محمد فاتح:۔

"خطۂ قسطنطنیہ یعنی قیصر کا دیار
مہدی امت کی سطوت کا نشانِ پائیدار"

(بانگ درا، ص110)

درج بالا شعر میں علامہؒ کی مہدی امت سے مراد سلطان محمد فاتح ہے۔ قسطنطنیہ سلطنت روم کا ایک شہر تھا۔ علامہؒ اس شہر کو ملت اسلامیہ کا دل کہتے ہیں۔ مسلمانوں نے کئی بار اس پر حملے کئے مگر کامیاب نہ ہوئے۔ سلطان محمد فاتح نے یہ شہر فتح کیا اور اس کا نام استنبول رکھا۔ سلطان محمد فاتح عثمانی سلطنت کا ساتواں حکمران تھا۔ علامہؒ ایک اور شعر میں سلطان محمد فاتح کا ذکر یوں کرتے ہیں:

"تو ہی کہہ دے کہ اکھاڑا درِ خیبر کس نے؟

شہر قیصر کا جو تھا اس کو کیا سر کس نے؟"

(بانگ درا، ص124)

سنجر و طغرل:-

خراسان سے بغداد تک سلجوق سلطنت کی بنیاد رکھنے والا ابو طالب محمد طغرل ابن میکائل جس نے 1037ء سے 1063ء تک حکومت کی۔ تاریخ میں طغرل کے نام سے شہرت پائی۔ اس کے بعد الپ ارسلان اور سلطان سنجر نے سلجوق سلطنت کو مزید شان و شوکت عطا کی۔(21)

ابو الحارث احمد سنجر ابن ملک شاہ نے 1118ء سے 1157ء تک پورے دبدبے کے ساتھ سلجوق سلطنت پر حکمرانی کی۔ 1157ء میں اس نے وفات پائی۔(22)

علامہؒ کو دور حاضر میں سنجر و طغرل جیسے کردار نظر نہیں آتے بلکہ غلامی کی گرد میں لپٹے جوان نظر آتے ہیں تو وہ ان جوانوں کا تاریخ اسلام میں سے سنجر و طغرل کو بطور مثال پیش کرتے ہیں۔

یا سنجر و طغرل کا آئین جہاں گیری

یا مرد قلندر کے انداز ملوکانہ

(بال جبریل۔ ص55)

کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں میں

غلام طغرل و سنجر نہیں میں
جہاں بینی مری فطرت ہے لیکن
کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

(بال جبریل۔ ص70)

خودی ہو زندہ تو ہے فقر بھی شہنشاہی
نہیں ہے سنجر و طغرل سے کم شکوہ فقیر

(ضرب کلیم۔ ص66)

شاہ عالم ثانی:۔

علم و ادب کا دلدادہ اور صاحب دیوان شاعر شاہ عالم ثانی 1728ء میں دلی میں پیدا ہوا۔ اصل نام میرزا عبداللہ تھا۔ شاہی خاندان میں شہزادہ عالی گوہر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ بطور شاعر آفتاب تخلص اختیار کیا۔ 1759ء میں والد کے قتل کے بعد تخت نشین ہوا۔ بنگال کو فتح کرنے کی کوشش میں انگریزوں کے قبضے میں آگیا۔ اور انگریزوں کے وظیفے پر محض نام کا بادشاہ رہا۔ 1788ء میں غلام قادر روہیلہ نے جب قلعہ معلّی پر قبضہ کیا تو شاہ عالم ثانی کی آنکھیں نکال دیں۔ 1806ء میں شاہ عالم ثانی نے وفات پائی۔ (23)

"رہیلہ کس قدر ظالم جفا جو کینہ پرور تھا
نکالیں شاہ تیموری کی
آنکھیں نوک خنجر سے"

(بانگ درا۔ ص165)

شریف حسین ہاشمی:۔

حسین بن علی الہاشمی (1854-1931ء) ایک عرب رہنما تھا۔ عثمانی سلطنت کے خلیفہ سلطان عبدالحمید دوم نے 1908ء میں اسے مکہ کا امیر مقرر کیا۔ انگریزوں نے عربوں کی آزادی کا جھانسہ دے کر شریف حسین کو اپنا آلہ کار بنالیا اور سلطنت عثمانیہ سے بغاوت کے صلے میں اسے حجاز کا بادشاہ بنادیا۔ یوں دشمنوں کی چال اپنوں کی مدد سے چلی اور ملت اسلامیہ کے حصے بخرے ہوگئے۔(24)

"بیچتا ہے ہاشمی ناموس دین مصطفیٰؐ

خاک و خون میں مل رہا ہے ترکمان سخت کوش"

(بانگ درا۔ ص197)

"حرم رسوا ہوا پیر حرم کی کم نگاہی سے

جوانانِ تتاری کس قدر صاحب نظر نکلے"

(بانگ درا۔ ص 211)

شیر شاہ سوری:۔

شیر شاہ سوری نے عہد ہمایوں میں سوری سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اس کا نام فرید خان تھا مگر تاریخ میں شیر شاہ سوری کے نام سے شہرت حاصل کی۔ اس نے اپنے سات سالہ دور حکومت میں کبھی شکست نہیں کھائی۔(25)علامہ شیر شاہ سوری کے ایک نکتے کو یوں بیان کرتے ہیں:

"یہ نکتہ خوب کہا شیر شاہ سوری نے

کہ امتیاز قبائل تمام تر خوای"

(ضرب کلیم۔ ص148)

عبدالرحمان اوّل:۔

اندلس میں اموی حکومت کی بنیاد عبدالرحمان اوّل نے رکھی۔ وہ ہشام بن عبدالملک کا پوتا تھا۔ اس نے قرطبہ میں اپنے لیے ایک باغ "رصافہ" کے نام سے بنوایا اور اس باغ میں ایک کھجور کا درخت لگایا۔[26]

علامہ اس میں یہ پیغام دیتے ہیں کہ مسلمان دنیا کے جس کونے میں ہو وہی اس کا وطن ہے۔ یہ نظم عبد الرحمان اوّل کی شاعری کا آزاد ترجمہ ہے۔

"میری آنکھوں کا نور ہے تو
میرے دل کا سرور ہے تو
اپنی وادی سے دور ہوں میں
میرے لیے نخلِ طور ہے تو"

(بال جبریل۔ ص84)

غلام قادر روہیلہ:-

غلام قادر روہیلہ، نواب ضابطہ خان کا بیٹا تھا اور نواب نجیب الدولہ کا پوتا تھا۔ شاہ عالم ثانی نے 1772ء میں مرہٹوں سے گٹھ جوڑ کر کے روہیلوں پر حملہ کر کے اُن کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا۔ روہیلیوں کی شکست کے بعد شاہ عالم ثانی کی سپاہ اور مرہٹوں نے روہیلہ خواتین کی نہایت بے حرمتی کی۔ غلام قادر روہیلہ کی عمر اس وقت صرف بارہ تیرہ برس تھی۔ کم عمری کی وجہ سے وہ اپنے خاندان کی خواتین کے لیے کچھ نہ کر سکا مگر انتقام کی چنگاری اس کے دل میں بھڑکتے ہوئے آلاؤ بن گئی۔ 1766ء میں اس نے طاقت حاصل کر کے شاہ عالم ثانی کو شکست دے کر اس کی آنکھیں نکلوا دیں اور شاہی خواتین کو دربار میں رقص کا حکم دیا۔[27]

تاریخ کے اس دردناک واقعے کو علامہؒ نے بانگ درا میں "غلام قادر روہیلہ" کے عنوان سے منظوم کیا ہے:

"رہیلہ کس قدر ظالم جو کینہ پرور تھا
نکالیں شاہ تیموری کی آنکھیں نوکِ خنجر سے
دیا اہلِ حرم کو رقص کا فرماں ستم گر نے
یہ انداز ستم کچھ کم نہ تھا آثار محشر سے"

(بانگ درا۔ ص165)

فرعون:۔

فرعون دراصل ایک لقب ہے جو ایک دور میں مصر کے حکمرانوں کے لیے استعمال ہوتا تھا۔

"حضرت موسیٰؑ کے دور میں جو فرعون تھا وہ شام کے عمالقہ میں سے تھا اور اس کا نام ولید بن مصعب تھا کنیت ابو مّرہ تھی۔ فرعون کی حکومت چار سو سال تک قائم رہی اور یہ بابل کے بادشاہ ضحاک کی طرف سے حکمران تھا۔" (28)

فرعون کو نجومیوں نے بتایا کہ اس کی سلطنت کا خاتمہ بنی اسرائیل کے ایک فرد کے ذریعے ہوگا اور وہ فرد عنقریب پیدا ہونے والا ہے تو فرعون نے سلطنت میں پیدا ہونے والے ہر لڑکے کو مار دینے کا حکم دیا۔ حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے تو ان کی والدہ نے ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں بہا دیا۔ اتفاق سے یہ صندوق فرعون کی بیوی حضرت آسیہ نے دیکھ لیا اور بچے کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر اسے خود سے پالنے کا ارادہ کیا یوں حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے محل میں ہی پرورش پائی۔ آخر جب حضرت موسیٰؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ آپؑ کا پیچھا کیا۔ اللہ کے حکم سے وہ فوج سمیت سمندر میں غرق ہو گیا۔ آج بھی فرعون حق کی گھات میں ہے مگر علامہؒ کو فکر نہیں کہ مومن کا ہاتھ، اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ جو ید بیضا کی صورت میں رونما ہوتا ہے۔

"رہے ہیں اور ہیں فرعون میری گھات میں اب تک

مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے ید بیضا"

(بال جبریل۔ ص21)

"معجزہ اہل فکر فلسفہ پیچ در پیچ

معجزہ اہل ذکر موسیٰ و فرعون و طور"

(ضرب کلیم ۔ ص46)

لینن:۔

کمیونزم کا حامی اور انقلابی رہنما لینن (1924-1870ء) جس کے خیالات نے دنیا کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اس نے زار روس کا 1917ء میں تختہ الٹا اور اقتدار پر قابض ہوا۔ (29)

نظم "لینن" میں بزبان لینن خدا کی خدائی کا اعتراف موجود ہے اور خد کے حضور لینن یہ سوال کرتا ہے کہ سرمایہ پرست جو دنیا کو جونکوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں کہ تو اُنھی کا معبود ہے:

"تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندہ ء مزدور کے اوقات
کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ
دنیا ہے تیری منتظر روز
مکافات"

(بال جبریل۔ ص87)

محمود غزنویؒ:۔

تاریخ میں بت شکن کے طور پر سامنے آنے والی ہستی سلطان محمود غزنوی کی ہے

"بادشاہان اسلام میں سے وہ پہلا شخص ہے جسے خلافت بغداد نے سلطان کا لقب دیا۔ محمود کی ولادت 9 اور 10 محرم کی درمیانی شب 361ھ میں ہوئی۔۔۔ جس رات محمود کی ولادت ہوئی اس رات ویہنڈ (جو دریائے سندھ کے کنارے پر حدود پشاور میں تھا) کا بت خانہ گر پڑا" (30)

"چھتیس سال فرمانروا رہا۔ 421ھ اس کا سال وفات ہے۔" (31)

علامہؒ جب تاریخ میں محمود غزنویؒ جیسی شخصیت کو دیکھتے ہیں تو آئندہ کا امکان بھی دکھاتے ہیں کہ بس اپنا مقام پہچان لو تو محمود جیسی شخصیات سامنے آسکتی ہیں۔

کوئی دیکھے تو میری نے نوازی"
نفس ہندی مقام نغمہ تازی
نگہ آلودہ انداز افرنگ

طبیعت غزنوی قسمت ایازی

"(بال جبریل۔ ص66)

"کیا نہیں اور غزنوی کار گہ حیات میں

بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہل حرم کے سومنات"

(بال جبریل۔ ص93)

"سن اے طلب گار درد پہلو میں ناز ہوں تو نیاز ہو جا

میں غزنوی سومنات دل کا ہوں تو سراپا ایاز ہو جا"

(بانگ درا۔ ص95)

"ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز

نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز"

(بانگ درا۔ ص125)

محمد نادر شاہ (شاہِ افغانستان):-

1933 میں علامہ صاحب افغانستان کے فرمانروا محمد نادر شاہ غازی کے مدعو کرنے پر افغانستان تشریف لے گئے۔ اس دورے کے دوران علامہ صاحب حکیم سنائی غزنویؒ کے مزار پر بھی حاضر ہوئے۔۔۔ بال جبریل کے اولین ایڈیشن میں اس حصے کے آغاز میں درج ذیل عبارت تحریر ہے:

"اعلی حضرت شہید نادر شاہ غازیؒ کے لطف و کرم سے نومبر 33، میں مصنف کو حکیم سنائی غزنویؒ کے مزار اقدس کی زیارت نصیت ہوئی۔ یہ چند افکار پریشاں جن مین حکیم ہی کے ایک مشہور قصیدے کی پیروی کی گئی ہے اس روز سعید کی یادگار میں تحریر کیے گئے ہیں۔"
(شرح بال جبریل۔ ص45)

محمد نادر شاہ (1933-1883) اکتوبر 1929ء سے 1933ء نومبر تک افغانستان کے بادشاہ رہے۔[32] نادر شاہ افغان کے عنوان سے بال جبریل میں ایک نظم بھی موجود ہے۔

"سر شک دیدہ نادر بہ داغ لالہ فشاں
چناں کہ آتش او را دگر فرونہ نشاں"

مسولینی:-

بینیٹو ایمل کیئر اندرے مسولینی (1945-1883ء) اٹلی کا وزیر اعظم اور سیاست دان تھا۔ علامہؒ دوسری میز کانفرنس کے لیے گئے تو مسولینی نے علامہ کو پیغام بھیجا کہ وہ روم آکر وہاں کے نوجوانوں کو لیکچر دیں۔ علامہؒ اس دعوت پر روم گئے وہاں مسولینی علامہ کی فکر سے متاثر ہوا وہیں علامہؒ کو بھی وہ جوش عمل کا پیکر دکھائی دیا کہ وہ اپنے ملک کے نوجوانوں کو روم کی عظمت رفتہ کی یاد دلا کر عمل پر اکساتا ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں اس نے ہٹلر کا ساتھ دیا جس کی پاداش میں اس کو ملک سے فرار ہوتے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔[33] علامہؒ سوال کرتے ہیں:

"کیا زمانے سے نرالا ہے مسولینی کا جرم
بے محل بگڑا ہے معصومان یورپ کا مزاج
پردہ ءِ تہذیب میں غارت گردی آدم کشی
کل روا رکھی تھی تم نے میں روا رکھتا ہوں آج

"(ضرب کلیم۔ ص 127-126)

بال جبریل میں "مسولینی" کے عنوان کے تحت ایک نظم بھی موجود ہے جس میں فکر و عمل کی ندرت کو معجزات زندگی کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔

نغمہ ہائے شوق سے تیری فضا معمور ہے"
زخمہ ور کا منتظر تھا تیری فطرت کا رُباب"

معتمد باللہ:-

المعتمد باللہ (1040-1095ء) اشبیلیہ کا بادشاہ تھا اس کے علاوہ 'صاحب دیوان شاعر' بھی تھا۔ ہسپانیہ کے حکمران الفانسو نے اس کو شکست دی اور قید خانے میں ڈال دیا۔ آہنی زنجیروں میں جکڑے معتمد نے عربی میں چند اشعار لکھے جسے علامہؒ نے اردو میں "قید خانے میں معتمد کی فریاد" کے عنوان کے تحت نظم کیا۔(34)

جو میری تیغ دودم تھی اب میری زنجیر ہے"

شوخ و بے پروا کتنا خالق تقدیر ہے"

(بال جبریل۔ ص83)

نادر شاہ:۔

ایرانی تاریخ کا طاقت ور حکمران نادر شاہ (1688-1747ء) جس نے دلی پر چڑھائی کی تو دلی میں خون پانی کی طرح بہا۔ محض ایک روز میں بیس ہزار لوگوں کا قتل ہوا اور واپس لوٹتے ہوئے ہزاروں اونٹوں اور گھوڑوں پر مغلوں کا خزانہ سمیٹ لے کر گیا۔ آئندہ تین سال ایرانی عوام سے کسی قسم کا ٹیکس نہ لیا۔ (35)

علامہؒ اس کو ایک شعر میں یوں بیان کرتے ہیں:

نادر نے لوٹی دلی کی دولت"

اک ضرب شمشیر افسانہ کوتاہ"

(ضرب کلیم۔ ص140)

کیا دبدبہ ء نادر کیا شوکت تیموری"

ہو جاتے ہیں سب دفتر غرق ناب آخر"

(بال جبریل۔ ص43)

نپولین:۔

فرانس کا بادشاہ نپولین جس کا شمار تاریخ کے عظیم فاتحین میں ہوتا ہے۔ نپولین 1766ء میں پیدا ہوا۔ اس کے دور حکومت میں فرانس نے لگاتار فتوحات حاصل کیں وہ ایک خود ایک سپہ سالار تھا۔۔ 1815ء میں انگریزوں سے جنگ میں شکست کے بعد قید ہو گیا۔ اور آخر قید میں ہی 1821ء میں انتقال کر گیا۔ (36)

بال جبریل میں "نپولین کے مزار پر" کے عنوان کے تحت ایک نظم موجود ہے۔ جس میں علامہؒ زندگی کو جوش عمل کی ایک فرصت قرار دیتے ہیں اور یہ فرصت بھی محض ایک دو سانسوں کی ہے۔ پھر قبر میں صدیوں کا قیام ہو گا لہٰذا اس مہلت سے فائدہ اٹھاؤ کہ اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر ہنگامہ برپا کرنے والوں کے نام ہی تاریخ یاد رکھتی ہے۔

"راز ہے راز ہے تقدیر جہان تگ و تاز
جوش کردار سے کھل جاتے ہیں تقدیر کے راز
ہے مگر فرصت کردار نفس یا دو نفس
عوض یک دو نفس قبر کی شب
ہائے دراز"

(بال جبریل۔ ص128-127)

نمرود:-

نمرود کے دور میں حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے۔ "مفسرین مورخین اور ماہرین انساب نے کہا: یہ بادشاہ بابل کا حاکم تھا اس کا نسب یہ ہے نمرود بن کنعان بن کوش بن سام بن نوح۔۔۔۔۔۔ نمرود نے چار سو برس حکومت کی وہ بڑا ظالم، سرکش، جابر اور خود سر تھا اس کی کوششوں اور خواہشات کا مرکز و محور دنیا کی لذتیں اور آسائشیں تھیں" (37) اللہ نے ایک حقیر مچھر کے ذریعے اس کو ہلاک کیا۔ علامہ اقبالؒ نمرود کو کسی نہ کسی صورت اپنے دور میں بھی دیکھتے ہیں کہ وہی نمرود ہے اور اب اس کا حدف اولاد ابراہیمؑ ہے۔

"ہوں آتش نمرود کے شعلوں میں خاموش
میں بندہ ء مومن ہوں نہیں دانہ ء اسپند

"(بال جبریل۔ ص18)

"آتش نمرود ہے روشن زمانے میں تو کیا
شمع خود وامی گداز و درمیان انجمن"

(بانگ درا۔ ص184)

آگ ہے اولاد ابراہیم ہے نمرود ہے"
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے"

(بانگ درا، ص197)

نوشیر واں:-

نوشیر واں اکاسرہ (کسری کی جمع) میں سے پہلا بادشاہ تھا یعنی اس نے اپنے لیے کسری کا لقب اختیار کیا۔ دین زرتشت کا پیروکار تھا۔ اس کی سلطنت مغرب کی حد تک پہنچ چکی تھی۔ ہندوستان سے خراج لیتا تھا۔ اس کی سلطنت کے 20 سال مکمل ہوئے تو نبی پاک ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ کی ولادت (551ء) ہوئی۔ نوشیر واں کی وفات 579ء میں ہوئی اس نے 48 سال حکومت کی۔ [38]

علامہؒ عشق کے ایک روپ کو نوشیر واں سے تعبیر کرتے ہیں جس نے مشرق و مغرب پر حکومت کی:

کبھی آوارہ و بے خانماں عشق"
کبھی شاہ شہاں نوشیر واں عشق
کبھی میدا ن میں آتا ہے زرہ پوش
کبھی عریاں و بے تیغ و سناں عشق"

(بال جبریل۔ ص70)

"نہ ایراں میں رہے باقی نہ توراں میں رہے باقی

وہ بندے فقر تھا جن کا ہلاکِ قیصر

و کسریٰ"

(بال جبریل۔ ص20)

ہارون الرشید:۔

"ابو جعفر ہارون الرشید بن مہدی کی بیعت ربیع الاول 170ھ میں ہوئی۔ اہل تاریخ کہتے ہیں کہ ایسی رات پہلے کوئی نہیں دیکھی گئی جس میں ایک خلیفہ نے وفات پائی ہو۔ دوسرے کی تخت نشینی عمل میں آئی ہو اور تیسرے نے اس دنیا میں قدم رکھا ہو۔ یعنی ہادی کی وفات، ہارون کی بیعت اور مامون کی ولادت اسی رات ہوئی۔ ہارون 148ھ میں پیدا۔" (39)

بال جبریل میں "ہارون کی آخری نصیحت" کے عنوان کے تحت ایک نظم میں علامہؒ نے ہارون الرشید کی اپنے بیٹے کو وصیت کا تذکرہ کیا ہے۔

ہارون نے کیا وقت رحیل اپنے پسر سے

جائے گا تو کبھی اسی رہگذر سے

پوشیدہ ہے کافر کی نظر سے ملک الموت

لیکن نہیں پوشیدہ مسلماں کی نظر سے

(بال جبریل۔ ص142)

درج بالا کلام سے شاہان کے حوالے سے علامہؒ کا بنیادی نقطہ نظر یہ سامنے آتا ہے کہ علامہؒ ستم اور کرم کے حامل بادشاہوں کو اللہ کے نشتر قرار دیتے ہیں کہ ایک طرف یہ نشتر زخم زخم کرتے ہیں تو انھی زخموں کا علاج بھی نشتر ہی ہیں جو مرض کو کرید کر شفاء کا باعث بنتے ہیں۔ علامہؒ کی نظر جہاں بین ہے وہ جلال بادشاہی اور جمہوری تماشے کو آئینہ سازی قرار دیتے ہیں کہ اس آئینہ میں شاہ یا تو اپنا کردار دیکھتا ہے یا یہ آئینہ رعونیت کی چکہ چوند میں اضافے کے لیے باقی رہ جاتے ہیں۔

حوالہ جات:

01۔ وحید قریشی، ڈاکٹر، "اساسیات اقبال"، (پاکستان: اقبال اکادمی، 1996ء)، ص205

02۔ منہاج سراج، "طبقات ناصری"، جلد اول، (لاہور: مرکزی اُردو بورڈ، 1975ء)، ص280، 279

03۔ انسائیکلوپیڈیا آف بریٹینکا

04۔ ایضاً

05۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، "تاریخ ادب اردو"، جلد اول، (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، 1977ء)، ص76

06۔ منہاج سراج، "طبقات ناصری"، جلد اول، ص530

07۔ ابوالحسنات ندوی، "ہندوستان کی قدیم اسلامی درس گاہیں"، (اعظم گڑھ: مطبع معارف، 1971ء)، ص17

08۔ مسعود مفتی، زاہد ملک، "شرح ضرب کلیم مع شرح ارمغان حجاز"، (لاہور: سیونتھ سکائی پبلی کیشنز، 2020ء)، ص306

09۔ محب الحسن، "تاریخ ٹیپو سلطان"، (لاہور: ارشد بک سیلرز، 1996ء)، ص12

10۔ منہاج سراج، "طبقات ناصری"، ص250

11۔ ایضاً، ص251، 250

12۔ https://www.worldhistory.org/trans/ur/1-24117/b-29/

13۔ پرویز اشرفی، "عہد وسطی میں ہندوستان کے مسلم حکمران"، (نئی دہلی: اپلائیڈ بکس، 2019ء)، ص191

14۔ ایچ جی ویلز، "اے شارٹ ہسٹری آف دا ورلڈ"، مترجم محمد عاصم بٹ، "مختصر تاریخ عالم"، ص233

15۔ منہاج سراج، "طبقات ناصری"، جلد اول، ص301، 299

16۔ ایضاً، ص299

17۔ ایضاً، ص266، 265

18۔ ایضاً، ص267

19۔ ایضاً، ص119

20۔ ایضاً، ص270

21۔ معین الدین احمد ندوی، شاہ، "تاریخ اسلام"، جلد چہارم، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2013ء)، ص467

22۔ اسلم راہی ایم اے، "سلطان سنجر"، (کراچی: شمع بک ایجنسی، س۔ن)، ص6

23۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، "تاریخ ادب اردو"، جلد دوم، ص847، 846

24۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، نیو ایڈیشن

25۔ محمد قاسم فرشتہ، "تاریخ فرشتہ"، جلد اول، مترجم عبدالحی خواجہ، (لاہور: المیزان ناشران و تاجران کتب، 2008ء)، ص629

26۔ مسعود مفتی، زاہد ملک، "شرح بال جبریل"، (دہلی: قاری پبلیکیشنز، 2009ء)، ص402

27۔ ایضاً، ص404

28۔ منہاج سراج، "طبقات ناصری"، جلد اول، ص73

29۔ مسعود مفتی، زاہد ملک، "شرح بال جبریل"، ص189

30۔ منہاج سراج، "طبقات ناصری"، جلد اول، ص411

31۔ ایضا، ص414

32۔ مسعود مفتی، زاہد ملک، "شرح بال جبریل"، ص45

33۔ ڈان نیوز پیپر، 30 دسمبر 2013

34۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، جلد 3، ص779

35۔ انسائیکلوپیڈیا ایرانیکا

36۔ مسعود مفتی، زاہد ملک، "شرح ضرب کلیم مع شرح ارمغان حجاز"، ص275

37۔ عماد الدین ابن کثیر، امام حافظ "قصص الانبیاء"، مترجم محمد شریف، قاری مولانا، ص157

38۔ منہاج سراج، "طبقات ناصری"، جلد اول، ص308

39۔ ایضا، ص417

ماخذات:

ابو الحسن علی ندوی۔ ہندوستان کی قدیم اسلامی درس گاہیں۔ اعظم گڑھ: مطبع معارف، 1971ء۔

اسلم راہی، ایم اے۔ سلطان سنجر۔ کراچی: شمع بک ایجنسی، س ن۔

انسائیکلوپیڈیا ایرانیکا۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔ جلد 3۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔ نیا ایڈیشن۔

انسائیکلوپیڈیا بریٹینکا۔

ایچ۔ جی۔ ویلز۔ اے شارٹ ہسٹری آف دا ورلڈ۔ مترجم محمد عاصم بٹ۔ مختصر تاریخ عالم۔

پرویز اشرفی۔ عہدِ وسطیٰ میں ہندوستان کے مسلم حکمران۔ نئی دہلی: اپلائیڈ بکس، 2019ء۔

جمیل جالبی، ڈاکٹر۔ تاریخ ادبِ اردو۔ جلد اوّل۔ دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، 1977ء۔

جمیل جالبی، ڈاکٹر۔ تاریخ ادبِ اردو۔ جلد دوم۔

ڈان نیوز پیپر۔ 30 دسمبر 2013ء۔

عماد الدین ابن کثیر، امام حافظ۔ قصص الانبیاء۔ مترجم محمد شریف، قاری مولانا۔

محب الحسن۔ تاریخ ٹیپو سلطان۔ لاہور: ارشد بک سیلرز، 1996ء۔

محمد قاسم فرشتہ۔ تاریخ فرشتہ۔ جلد اوّل۔ مترجم عبد الحی خواجہ۔ لاہور: المیزان ناشران و تاجرانِ کتب، 2008ء۔

مسعود مفتی، زاہد ملک۔ شرح بالِ جبریل۔ دہلی: قاری پبلیکیشنز، 2009ء۔

مسعود مفتی، زاہد ملک۔ شرح ضربِ کلیم مع شرح ارمغانِ حجاز۔ لاہور: سیونتھ اسکائی پبلی کیشنز، 2020ء۔

معین الدین احمد ندوی شاہ۔ تاریخِ اسلام۔ جلد چہارم۔ لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2013ء۔

منہاج سراج۔ طبقات ناصری۔ جلد اوّل۔ لاہور: مرکزی اردو بورڈ، 1975ء۔

وحید قریشی، ڈاکٹر۔ اساسیاتِ اقبال۔ پاکستان: اقبال اکادمی، 1996ء۔

ورلڈ ہسٹری انسائیکلوپیڈیا (اردو ترجمہ)۔ worldhistory.org/trans/ur/1-24117/b-29/

References:

1.Wahid Qureshi, Dr., "Asasiyat-e-Iqbal", (Pakistan: Iqbal Academy, 1996), p. 205.

2.Minhaj Siraj, "Tabaqat-e-Nasiri", Jild Awwal, (Lahore: Markazi Urdu Board, 1975), pp. 279–280.

3.Encyclopedia of Britannica.

4.Ibid.

5.Jameel Jalibi, Dr., "Tareekh-e-Adab-e-Urdu", Jild Awwal, (Delhi: Educational Publishing House, 1977), p. 76.

6.Minhaj Siraj, "Tabaqat-e-Nasiri", Jild Awwal, p. 530.

7.Abul Hasan Ali Nadwi, "Hindustan ki Qadeem Islami Darsgahain", (Azamgarh: Matbaʿ Maʿarif, 1971), p. 17.

8.Masood Mufti, Zahid Malik, "Sharh Zarb-e-Kaleem maʿ Sharh Armaghan-e-Hijaz", (Lahore: Seventh Sky Publications, 2020), p. 306.

9.Mohib-ul-Hasan, "Tareekh Tipu Sultan", (Lahore: Arshad Book Sellers, 1996), p. 12.

10.Minhaj Siraj, "Tabaqat-e-Nasiri", p. 250.

11.Ibid, pp. 250–251.

12.World History Encyclopedia (Urdu Translation): worldhistory.org/trans/ur/1-24117/b-29/

13.Parvez Ashrafi, "Ahd-e-Wusta mein Hindustan ke Muslim Hukmaran", (New Delhi: Applied Books, 2019), p. 191.

14.H. G. Wells, "A Short History of the World", Mutarjim Muhammad Asim Butt, "Mukhtasar Tareekh-e-Aalam", p. 233.

15.Minhaj Siraj, "Tabaqat-e-Nasiri", Jild Awwal, pp. 299, 301.

16.Ibid, p. 299.

17.Ibid, pp. 265–266.

18.Ibid, p. 267.

19.Ibid, p. 119.

20.Ibid, p. 270.

21.Moeen-ud-Din Ahmad Nadwi Shah, "Tareekh-e-Islam", Jild Chaharum, (Lahore: Maktaba Rehmania, 2013), p. 467.

22.Aslam Rahi, M.A., "Sultan Sanjar", (Karachi: Shama Book Agency, s.n.), p. 6.

23.Jameel Jalibi, Dr., "Tareekh-e-Adab-e-Urdu", Jild Duwam, pp. 846–847.

24.Encyclopedia of Islam, New Edition.

25.Muhammad Qasim Farishta, "Tareekh-e-Farishta", Jild Awwal, Mutarjim Abdul Hai Khwaja, (Lahore: Al-Meezan Nashiran-o-Tajiran-e-Kutub, 2008), p. 629.

26.Masood Mufti, Zahid Malik, "Sharh Bal-e-Jibreel", (Delhi: Qari Publications, 2009), p. 402.

27.Ibid, p. 404.

28.Minhaj Siraj, "Tabaqat-e-Nasiri", Jild Awwal, p. 73.

29.Masood Mufti, Zahid Malik, "Sharh Bal-e-Jibreel", p. 189.

30.Minhaj Siraj, "Tabaqat-e-Nasiri", Jild Awwal, p. 411.

31.Ibid, p. 414.

32.Masood Mufti, Zahid Malik, "Sharh Bal-e-Jibreel", p. 45.

33.Dawn News Paper, 30 December 2013.

34.Encyclopedia of Islam, Jild 3, p. 779.

35.Encyclopedia Iranica.

36.Masood Mufti, Zahid Malik, "Sharh Zarb-e-Kaleem maʿ Sharh Armaghan-e-Hijaz", p. 275.

37.Imad-ud-Din Ibn Kathir, Imam Hafiz, "Qasas-ul-Anbiya", Mutarjim Muhammad Sharif Qari Maulana, p. 157.

38.Minhaj Siraj, "Tabaqat-e-Nasiri", Jild Awwal, p. 308.

39.Ibid, p. 417.